غلام احمد قادیانی

إن الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ أن یبعثک ربک مقاماً محموداً

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت پیشگی ششماہی سہ ماہی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲ — نمبر ۶۰

مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۴ء یوم شنبہ مطابق یکم جمادی الاوّل ۱۳۴۳ھ

قادیان دارالامان میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ورودِ مسعود

اہل وفائے قادیان کی طرف سے نہایت شاندار اور بے نظیر استقبال

اخلاص و محبت کے روح پرور اور ایمان افزا نظارے

"دوشنبہ ہے۔ مبارک دوشنبہ"

جہاں خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ثم الحمد للہ۔

یوں تو اسی دن سے جماعت احمدیہ میں خوشی اور مسرت کی ہوئیں پیدا ہو گئی تھیں جس دن کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لنڈن سے واپس روانہ ہونے کی اطلاع موصول ہوئی تھی۔ اور جوں جوں حضور کے قادیان میں رونق افروز ہونے کا وقت قریب آتا گیا۔ ان میں اضافہ ہوتا گیا۔ لیکن ۲۲ نومبر کے دن

آخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ مبارک و مسعود گھڑی آ پہنچی جس کے لئے جماعت احمدیہ اسی دن سے چشم براہ تھی۔ جس دن کہ اس نے اپنے پیارے اور محبوب امام کو سفر یورپ کے لئے الوداع کہا تھا۔ یعنی ۲۴ نومبر ۱۹۲۴ء بروز دوشنبہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ معہ رفقاء یورپ کے لمبے اور طویل سفر سے کامیاب و کامراں، فتح مندی اور کامرانی کا جھنڈا اڑاتے ہوئے اس مبارک اور مقدس سرزمین میں رونق افروز ہوئے۔

مدینۃ المسیح

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے صرف پانچ دن دعوتیں کرنے کی اجازت فرمائی ہے۔ اس لئے ایک پروگرام کے ماتحت دعوتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ۲۵ نومبر کی صبح کو کالجوں کے احمدی طلباء کی طرف سے ہائی سکول کے بورڈنگ میں وسیع پیمانہ پر ٹی پارٹی دی گئی۔ ایڈریس پیش ہوا۔ اور حضور نے تقریر فرمائی۔ دوپہر کو اساتذہ اور طلباء مدرسہ احمدیہ کی طرف سے پُر تکلف دعوت دی گئی۔ نشست گاہ خوب آراستہ پیراستہ کی گئی۔ عربی میں ایڈریس پیش ہوا۔ مگر حضور بوجہ اسکے کہ حرم ... کو ہسٹیریا کا سخت خطرناک دورہ ہو گیا تقریر نہ فرما سکے۔ رات کو اساتذہ اور طلباء ہائی سکول نے بورڈنگ ہائی سکول میں اعلیٰ درجہ کی دعوت دی۔ ڈائننگ ہال نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی نشست کی جگہ بہت ہی سلیقہ شعاری اور کاریگری سے بنائی گئی تھی۔ دعوت کے بعد ایڈریس پیش ہوا۔ اور حضور نے مفصل تقریر فرمائی۔ ۲۶ کی صبح کو افغان اصحاب مقیم قادیان نے بہت عمدہ ٹی پارٹی دی۔ ایڈریس پیش کیا۔ اور حضور نے طویل تقریر فرمائی۔ دوپہر کو میاں عبدالسلام صاحب خلف حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے اعلیٰ درجہ کی دعوت دی۔

یہ صرف اشارے ہیں مفصل حالات انشاء اللہ العزیز چھپتے رہینگے۔

جو نظارہ نظر آیا۔ وہ چشم فلک نے آج تک کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اور روئے زمین پر اس کی نظیر تلاش کرنا قطعاً بیسود ہے۔ اس نظارہ کو الفاظ میں بیان کرنے کی نہ تو مجھ میں طاقت ہے۔ اور نہ الفاظ میں وہ بیان ہو سکتا ہے۔ تاہم ان بیرونی احباب کی خاطر جو اس موقعہ پر موجود نہ تھے۔ کوشش کیجاتی ہے۔ تا کچھ نہ کچھ وہ بھی لطف اندوز ہو سکیں۔

۲۴ نومبر ۱۹۲۴ء کی صبح مسرت

۲۴ نومبر کی صبح کو سورج نکلنے سے قبل ہی قادیان دارالامان کے مرد عورتیں جوان بوڑھے۔ لڑکے لڑکیاں کم سن اور خورد سال بچے اس مقام کی طرف روانہ ہونے شروع ہو گئے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے استقبال کے لئے استقبالیہ کمیٹی نے مقرر کیا تھا یعنی اس کنوئیں کے پاس جو قادیان اور بٹالہ کی سڑکوں کے مقام اتصال کے پاس ہے وہاں کھیت میں شامیانے لگا کر اور قطعات اور جھنڈیوں سے سجا کر نہایت خوبصورت اور دلکش نشست گاہ بنائی گئی تھی۔ فرش اور بنچ بیٹھنے کے لئے بچھائے گئے تھے۔ اور سڑک پر بہت خوبصورت گل بوٹوں سے دروازہ بنایا گیا جس پر اہلاً وسہلاً و مرحباً کے علاوہ دوسرے قطعات بھی آویزاں تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے تشریف لانے سے قبل بہت بڑا مجمع ہو گیا جس میں قادیان اور بیرونجات کے احمدیوں کے علاوہ قادیان کے غیر احمدی۔ آریہ اور سکھ اصحاب بھی تھے۔ اور قریب قریب کے دیہات کے سکھ زمیندار بھی آئے ہوئے تھے

ساعت انتظار

منتظمین استقبال نے نہایت عمدگی اور خوبی سے تمام مجمع کو ایک ترتیب کے ساتھ سڑک سے لیکر شامیانوں تک کھڑا کر دیا اور تمام اصحاب کھڑے ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ سب سے آگے مولانا مولوی شیر علی صاحب۔ جناب میر محمد اسحٰق صاحب اور گلشن حضرت مسیح موعود کے پھول یعنی چھوٹے بچے کھڑے ہوئے تھے۔ اسوقت ہر فرد ہمہ تن چشم انتظار بنکر سڑک کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے تھا کہ دور سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا موٹر نظر آیا۔ اور سب کے چہرے خوشی اور مسرت سے کھل گئے۔ موٹر کچھ دور فاصلہ پر ٹھہر گیا۔ اسوقت کی کیفیت نہایت ہی عجیب اور ولولہ انگیز تھی۔ ہر ایک کا جی چاہتا تھا کہ میں اڑ کر سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس پہنچوں اور زیارت کروں لیکن انتظام کی پابندی کی وجہ سے مجبوری تھی۔ حضرت اقدس بھی اپنے خدام کے وفور شوق کو جانتے تھے۔ اس لئے حضور نے انتظام کی پابندی کرانے کے لئے کہلا بھیجا کہ ہر ایک شخص اپنی اپنی جگہ پر کھڑا رہے کوئی اپنی جگہ چھوڑ کر مصافحہ کرنے کی کوشش نہ کرے اپنی جگہ چھوڑ دینے والے سے مصافحہ نہیں کیا جائیگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا موٹر سے اترنا

یہ ارشاد پہنچ جانے کے بعد حضور کا موٹر خراماں خراماں روانہ ہوا۔ جس میں حضور معہ رفقاء رونق افروز تھے۔ اور اس پر سبز جھنڈا لہرا رہا تھا جو چودھری علی محمد صاحب پکڑے ہوئے تھے۔ حضور مجمع سے تھوڑی دور موٹر پر سے اتر پڑے۔ اسوقت میاں معراج الدین صاحب سیکرٹری انجمن اسلامیہ قادیان نے جو اپنے رنگ میں خوشی اور مسرت کا اظہار کرنے کے لئے گولے چلانے کی اجازت لے چکے تھے۔ دو دفعہ گولے چلائے۔ اسوقت منتظمین میں سے بعض نے اپنے آپکو مستثنےٰ سمجھ کر یا حضور کے قریب آنے پر اپنے آپ کو مجبور پا کر مصافحہ کر لیا۔

مستورات کا مجمع

مستورات کے جمع ہونے کے لئے چونکہ استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے کوئی انتظام نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے اس امر سے فائدہ اٹھا کر مردوں کے مجمع سے آگے سڑک کے کنارے اپنا اجتماع کر لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی موٹر سے اتر کر عورتوں کے پاس سے گذرے۔ اور حضور نے السلام علیکم کہا جس کا جواب مستورات نے وعلیکم السلام سے دیا۔ اور اسطرح نہایت آسانی اور سہولت کے ساتھ حضور کی زیارت کا انہیں موقع میسر آگیا۔

چلتے وقت کی ترتیب

موٹر سے اتر کر مردوں کے مجمع تک حضور معہ خدام اس طریق سے تشریف لائے کہ سب سے آگے حضور تھے۔ اور حضور کے پیچھے رفقاء حسب ذیل ترتیب سے دو قطاروں میں تھے۔ (پہلی قطار میں) (۱) ذوالفقار علیخان صاحب (۲) چودھری فتح محمد صاحب (۳) شیخ یعقوب علی صاحب۔ (دوسری قطار میں) جناب حافظ روشن علی صاحب (۲) شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری (۳) ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔

جب حضور دروازہ کے پاس پہنچے تو مولانا مولوی شیر علی صاحب نے مصافحہ کیا اور حضور کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ ان کے بعد جناب میر محمد اسحٰق صاحب نے حضور سے معانقہ اور مصافحہ کیا۔ اسکے بعد حضور نے چھوٹے بچوں کو پیار کیا اور پھر اس مقام پر تشریف لائے۔ جہاں حضور کے رونق افروز ہونے کے لئے جگہ بنائی گئی تھی۔ وہاں مجلس شوریٰ کے ممبروں اور بعض اور اصحاب ایک قطار میں کھڑے تھے۔ جنہوں نے حضور سے مصافحہ کیا۔

کھڑے ہونے کی ترتیب

اسکے بعد حضور آگے اور رفقاء حسب ذیل ترتیب سے حضور کے دائیں طرف کھڑے ہو گئے۔ جناب ذوالفقار علیخان صاحب۔ جناب حافظ روشن علی صاحب جناب چودھری فتح محمد صاحب۔ جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ چودھری علی محمد صاحب۔

مصافحے

اور انتظام کے ماتحت مصافحے ہونے لگے۔ بڑی کشمکش کے بعد ایک آدمی آگے بڑھتا جو پہلے حضور سے اور پھر حضور کے رفقاء سفر سے مصافحہ کر کے دوسری طرف نکل جاتا۔ اگرچہ اس طرح ایک ایک آدمی کو رستہ دینے کے لئے بہت مضبوط انتظام کیا گیا تھا۔ اور اچھے طاقتور اصحاب کو اس کام پر مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن بعض اوقات اسقدر زور کے ساتھ آدمیوں کا ریلا آتا کہ اسمیں سے کسی کو آگے بڑھنے کے لئے رستہ دینا مشکل ہو جاتا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے مصافحوں کا سلسلہ رک جاتا۔ آخر اسی طرح دو ہزار کے قریب آدمیوں نے حضور سے مصافحہ کیا۔

قادیان کے غیر از جماعت باشندے

اس انتظام کے ماتحت مصافحہ کرنیوالوں میں قادیان کے غیر احمدی سکھ اور آریہ صاحبان بھی تھے۔ جنہوں نے اسی دھکہ پیل میں رستہ حاصل کر کے حضور سے مصافحہ کیا۔ ہندو اصحاب کی طرف سے ایک آریہ مہاشہ نے حضور کی آمد سے قبل درخواست کی تھی کہ ہمارے سلام کا بھی انتظام کیا جائے۔ اس پر ایک صاحب نے کہا کہ پہلے احمدیوں کا حق ہے تو انہی مہاشہ صاحب نے کہا کہ ہمارا بھی حق ہے ہم بھی ملاقات کے شوق سے آئے ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ اصحاب بھی محبت اور شوق سے آئے تھے۔ اور اس سے یہ بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب ان صاحب کو ملاقات کا اسقدر اشتیاق تھا تو احمدیوں کو کس قدر ہوگا۔ اور فرط انبساط سے انکی کیا حالت ہوگی۔

ادنیٰ اقوام کے لوگ

غرض حضور نے بہت دیر تک کھڑے کھڑے تمام مجمع سے مصافحہ کیا۔ اسی سلسلہ میں بعض چوڑھے اور ساہنسی بھی حضور کی زیارت کے شوق سے حضور کے آگے سے گذرے۔ انہیں جسے کسی نے حضور سے برکت حاصل کرنے کی جرأت دلادی۔ اس سے بھی حضور نے ہاتھ ملایا۔ اور اسطرح ظاہر کر دیا کہ حضور کا قلب ان لوگوں کی الفت سے بھی معمور ہے جنہیں دنیا میں نہایت ذلیل اور ادنیٰ سمجھا جاتا ہے۔

ضعیف اور بیمار اصحاب کا شوق

مصافحہ کے سلسلہ میں معانقہ کا شرف صرف حافظ محمد ابراہیم صاحب کو حاصل ہوا۔ بعض نہایت ضعیف۔ کمزور اور بیمار اصحاب نے بھی اسجگہ پہنچکر مصافحہ کیا۔ مثلاً مولوی حکیم غلام محمد صاحب جو کئی ماہ سے بیمار چلے آتے ہیں (خدا تعالیٰ انہیں صحت دے) وہ بھی وہیں پہنچے ہوئے تھے۔ جب بیماروں اور معذوروں کو شوق ملاقات نے اسقدر پرجوش بنا دیا تو جنہیں خدا تعالیٰ نے صحت و تندرستی بخشی ہے۔ انکی حالت خوشی و خورمی کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب کو گلے لگانا

آخر جب سب لوگ مصافحہ کر چکے تو حضور نے آگے بڑھکر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو گلے لگا لیا اور دیر تک معانقہ فرمایا۔ اسوقت حضرت صاحبزادہ صاحب کا چہرہ میری طرف تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ انکی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ ان کے بعد حضور نے حضرت نواب محمد علیخان صاحب سے اور جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سے معانقہ فرمایا:۔

دعا

پھر حضور نے تمام مجمع کے ساتھ دعا کی۔ اور دعا کے بعد فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے چند الفاظ

میں دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اب میں پیدل ہی قادیان جاؤں گا لیکن قادیان میں داخل ہونے سے پہلے میرا منشاء ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر جاؤں۔ کیونکہ وہاں جا کر دعا کرنی ہے۔ اور میر (ناصر نواب) صاحب کا جنازہ بھی پڑھنا ہے۔ مگر وہاں صرف میں اور میرے وہ ہمراہی جائینگے جو میرے ساتھ سفر سے آئے ہیں۔ وہاں سے لوٹ کر ہم مسجد مبارک میں نماز پڑھینگے۔ جو اصحاب ہمیں مکان تک چھوڑنے جانے کی خواہش رکھتے ہیں وہ احمدیہ چوک میں ٹھہرے رہیں۔ وہاں آکر ہم ان سے مل جائینگے۔

"دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ"

چونکہ اسوقت لوگ جمع ہیں اسلئے میں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے رستہ میں ایسے اسباب پیدا کر دئے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا ایک الہام آج پورا ہو گیا ہے۔ درحقیقت وہ الہام کئی واقعات کے متعلق ہے جو آپ کے ایک بیٹے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسکی کئی نشان آپنے بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً یہ ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اسی ذکر میں یہ بھی الہام ہے کہ "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ"۔ یہ اسطرح پورا ہوا کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور منشاء کے ماتحت بغیر خیال اور ارادہ کے ہمیں دوشنبہ کے دن یہاں پہنچنے کا موقعہ ملا ہے۔ باقی جو حالات میں اور ایسے ہیں کہ جماعت انکی طرف توجہ کرے۔ انہیں سے کچھ میں کچھ عرصہ کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس ایڈریس کے جواب میں جس کا اہل قادیان کی طرف سے پیش کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ سناؤنگا۔ اسوقت اگر سب دوست مسجد اقصیٰ میں جمع ہو جائیں اور ارد گرد کے دیہات کے دوست بھی آجائیں تو فائدہ اٹھا سکیں :۔

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

یوم شنبہ - قادیان دار الامان - ۲۹ نومبر ۱۹۲۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی لنڈن سے روانگی

جیسا کہ قرار پا چکا تھا - آخر وہ دن آ پہنچا - کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ معہ اپنے خدام کے لنڈن سے واپس دار الامان کو روانہ ہوں - ۲۴ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کا دن آپ کے لئے بہت مصروفیت کا دن تھا - رخت سفر کا باندھنا - ملاقاتیوں سے ملنا - جمعہ کی طیاری جو پٹنی کی مسجد میں پڑھنا قرار پایا تھا - اور پھر ساڑھے چار بجے واٹرلو سٹیشن پر پہنچ جانا - جہاں سے روانہ ہونا تھا - ۲۳ر کی رات آپ دو بجے تک ایک طالب حق کو سمجھاتے رہے یہ ایک نوجوان بی - سی پاس کر کے انگلستان آیا ہوا ہے اسکو حضرت سے محبت ہے - مگر بوجہ فلسفی مزاج ہونے کے بہت سے اعتراضات رکھتا ہے - خدا کی ہستی - روح کی حقیقت - بہشت و دوزخ وغیرہ مسائل پر اسکو بہت کچھ معلوم کرنے کی ضرورت ہے پہلے بھی حضرت نے اس کو وقت دیا تھا - اور وعدہ تھا کہ چلنے سے پہلے پھر وقت دینگے - کل ۲۳ر اکتوبر کی شام کو جب یہ مع اپنی ... کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا - اور جب رخصت ہونے لگا - تو حضرت نے فرمایا - کہ آپ ٹھہر جاویں - میں کچھ وقت آپ کو اب دوں گا - اور کچھ صبح کو - چنانچہ یہ نوجوان ٹھہر گیا - باوجودیکہ حضرت ۱ بجے کے قریب تک مسز پرل اور اس کی رفیقہ کے سوالات کا جواب دیتے رہے - مسٹر غیاث الدین (جو اس نوجوان کا نام ہے) کے ساتھ قریباً دو بجے تک گفتگو کرتے رہے - اور اس کے بعد بے خوابی کی بیماری کا دورہ ہو گیا - اور قطعاً نہ سو سکے - رات اس طرح پر تقریروں اور بے خوابی میں گذری - اور صبح سے رخت سفر باندھنے میں مصروف ہو گئے - خود اپنا سامان باندھا - ملک جنجوہا کی بڑی محبت آمیز خواہش تھی - کہ اسے یہ عزت اور سعادت نصیب ہو - مگر حضرت خود باندھتے رہے - اور ایک بجے کے قریب فارغ ہوئے ؛

اس عرصہ میں بہت سے لوگ ملاقات کے لئے بھی جمع ہو چکے تھے - جو اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے سٹیشن پر نہ آ سکتے تھے یا جو یہ سمجھتے تھے - کہ مکان پر ہمیں اچھا موقعہ مل جائیگا - اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے اخلاص کے موافق اجر دے - آمین -

بہر حال اس تگ و دو میں ہی کھانا کھایا گیا - اور خدام کو حکم دیا کہ پٹنی کی مسجد کو روانہ ہوں - چنانچہ ہم سب پٹنی پہنچے (بذریعہ زیر زمین ریلوے) اور حضرت بذریعہ موٹر وہاں پہنچ گئے - اور آپ نے نئی مسجد میں پہلا جمعہ پڑھایا -

مسجد الفضل لنڈن میں پہلا جمعہ

۱۹ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کو جس مسجد کی بنیاد رکھی گئی تھی - ۲۴ر اکتوبر کو اسی مسجد میں پہلا جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھایا - اسوقت قلوب کی عجیب حالت معلوم ہوتی تھی - محراب کی چھوٹی سی دیواریں صرف کھڑی تھیں - اور فرش زمین پر بچھایا گیا تھا - اگر فرش نہ ہوتا - تو مسجد نبوی کی اس حالت کا نمونہ تھا - کہ سجدہ میں کیچڑ سے پیشانیاں لت پت ہو جاتیں - اس مسجد مبارک میں پہلا جمعہ پڑھنے والوں کے جو نام مجھے یاد رہ گئے ہیں - وہ حسب ذیل ہیں :- میاں شریف احمد صاحب حافظ روشن علی صاحب - شیخ مصری صاحب - خانصاحب ذو الفقار علی خان صاحب - چودہری فتح محمد صاحب سیال - مولانا درد صاحب (عبد الرحیم - ایم اے) بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی - برادر عزیز الدین صاحب - برادر ذکاء الدین صاحب - برادر مصباح الدین صاحب - برادر ظفر حق صاحب - ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب - ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب - تین مسلمان عورتیں تھیں - دو انگریز اور ایک ترکی صاحب انگریز جنت گارڈن (احمدی شاعرہ) اور انکی بیٹی اور ترکی لطیفی بے مشہور منسٹر ترکی کی ہمشیرہ - مولوی محمد دین صاحب امریکہ مبلغ (اور جو لوگ ہوں - اور میں ان کے نام نوٹ نہ کر سکا ہوں - وہ اطلاع دیدیں تاکہ درج ہو جائیں) حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ امریکہ - مسٹر مارٹن افریقن طالبعلم ملک جنجوہا صاحب اور مسٹر خالد عبد الرحیم صاحب -

جبکہ خطبہ جمعہ شروع ہو چکا تھا - خادم عرفانی اسوقت آکر شریک ہوا - اور حسب معمول سنتیں پڑھنے لگا - آپ نے فرمایا کہ جب نماز جمع ہو رہی ہو سنت نہیں پڑھی جاتی - اسی طرح ایک اور بھائی کو جو پیچھے سے آیا تھا - ارشاد فرمایا :-

خطبہ جمعہ

(یعنے جہاں سے سُنا لکھا ہے - مگر اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ابتدا امر کس طرح ہوئی - اور ابھی غالباً چند فقرے ہی آپ نے بولے تھے - عرفانی)

فرمارہے تھے :-

جب ایسی ترقی ہو - اور ایسے حالات کے ماتحت ہو - جو انسانی اندازہ اور قیاس و فکر کے خلاف ہو - یعنے کوئی حالات اور اسباب ایسے نہ ہوں - جن کے ماتحت وہ ترقی ہو سکتی ہو - اور قبل از وقت اس ترقی کا اندازہ اور قیاس کیا جا سکتا ہو - تو وہ ترقی خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کے ماننے پر مجبور کر دیتی ہے - اور اس بات پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرتی ہے - کہ کوئی بالا تر ہستی ہے - اور وہ عالم الغیب اور مدبر بالا رادہ ہستی ہے -

قرآن کریم میں جن انبیاء کا ذکر آیا ہے - اور جو حالات انکو پیش آئے - اور قبل از وقت ان مشکلات اور غیر موافق حالات میں انہوں نے جو خبریں اپنی ترقی اور کامیابی کے متعلق دیں اور یہ کہا کہ خدا نے ہم کو ایسا بتایا ہے - اور پھر نہایت خطرناک مخالفت اور شدید ترین مشکلات کے وہی ہوا - جو خدا نے کہا تھا - جس کا انہوں نے خدا کے نام سے اعلان کیا تھا - تو ان ترقیات کو دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے اور آج بھی جب ان کی تاریخ کو پڑھتا ہے - تو حیرت ہوتی ہے - کہ کس طرح برسا لہا سالی مشکلات اور مخالفت میں گذارنے کے بعد وہ کامیاب ہو گئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطرناک مشکلات کے وقت خدا سے خبر پا کر اپنی کامیابی اور ترقی کے متعلق کہا تھا - وہ کس طرح پورا ہوا ؟ اس کو دیکھ کر صاف طور پر اقرار کرنا پڑتا ہے - کہ جو کچھ کہا گیا تھا - وہ خدا کا کلام تھا - نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا -

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق بعض لوگوں کو دھوکا لگا ہے کہ آپ عالم الغیب تھے - یہ درست نہیں - خدا تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہوتا - اور نہیں ہے - عالم الغیب و الشہادت وہی پاک ذات ہے اور اسکی صفات میں کوئی شریک نہیں - انبیاء علیہم السلام عالم الغیب نہیں ہوتے - البتہ خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی پاکر وہ بعض پیشگوئیاں کرتے ہیں - اور یہ علم غیب ان کا اپنا نہیں - بلکہ خدا کا ہوتا ہے - اور وہ غیب کی خبریں جو وہ قبل از وقت خدا کی وحی سے دیتے ہیں - خدا کی ہستی اور ان کی صداقت کا ثبوت ہوتی ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سب انبیاء کے سردار ہیں۔ اور آپ کو جو غیب کی خبریں دی گئی ہیں۔ اُن کا سلسلہ بہت لمبا ہے۔ اس لئے کہ آپ کی نبوت کا دامن بہت وسیع ہے۔ مگر باوجود اس کے بھی آپ عالم الغیب نہ تھے۔ ہم جب آپ کے حالات کو دیکھتے ہیں۔ تو ان میں بعض عجیب واقعات نظر آتے ہیں۔ آپ نے خدا سے الہام پاکر مکہ معظمہ کا ارادہ کیا۔ اور آپ ایک بہت بڑی جماعت کو لے کر عمرہ کے ارادہ سے چل پڑے۔ مگر حدیبیہ کے مقام پر آپ کو رُک جانا پڑا۔ اور آپ کو بغیر عمرہ کرنے کے واپس آنا پڑا۔ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ جو جماعت صحابہ کی آپ کے ساتھ تھی۔ ان سب کو اپنے اموال خرچ کرنے کے باوجود واپس ہونا پڑا۔ یہاں تک کہ بعض کو ابتلاء بھی آیا۔ کہ اگر رسول تھے۔ تو خدا تعالیٰ نے آپ کو کیوں نہ بتا دیا۔ کہ اس سال آپ عمرہ نہ کر سکیں گے۔ مگر یہ واقعہ بتاتا ہے۔ کہ آپ نے جو کچھ خدا سے خبر پائی تھی۔ اسپر پُورا یقین تھا کہ وہ خدا ہی کی طرف سے ہے۔ اور وہ اپنے وقت پر اسی طرح پوری ہوئی۔ اور آپ کا اس سال عمرہ کے لئے آجانا اور مکہ میں داخل ہو سکنا اس امر کی دلیل ہو گیا کہ آپ عالم الغیب نہ تھے۔ ورنہ آپ کو اس سال آنے کی ضرورت نہ تھی۔ غرض یہ درست نہیں۔ کہ کوئی نبی یہاں تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عالم الغیب تھے۔ اس کا علم اسی حد تک ہوتا ہے۔ جو خدا سے اسے ملتا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر اسلام کی ترقی کی پیشگوئی کی ہے۔ اسلام کو ایک کامیابی آپ کے اور صحابہ کے عہد میں ہوئی۔ اور وہ بہت بڑی کامیابی تھی۔ مگر آخری زمانہ کے متعلق بھی اس کی ترقی اور کامیابی کی ایک پیشگوئی ہے۔ اور اسلام اپنی تعلیم کے کمالات اور دلائل و براہین سے کل ادیان پر غالب آئے گا۔ وہ علمی اور عملی سچائیوں کے ساتھ غالب ہو گا۔ اس میں شبہ نہیں کہ اسلام کو پہلے غلبہ ہُوا ہے۔ مگر یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ اگرچہ اسلام کے لئے تلوار نہیں اُٹھائی گئی۔ تاہم ظاہر میں تلوار نظر آتی ہے۔ لیکن ایسے زمانہ میں جبکہ مسلمان تلوار کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ ہوں گے۔ اور اپنی علمی اور عملی کمزوریوں میں بے نظیر ہو جائینگے اس وقت اسلام کے غلبہ کی خبر دینا اور اسلام کا غالب آنا ایک ایسا زبردست اور کھلا کھلا نشان ہے کہ اس کے تسلیم کے بغیر چارہ ہی نہیں رہ سکتا۔

خدا تعالیٰ نے سورہ صف میں اسلام کی اس کامیابی کی خبر آخری زمانہ کے متعلق دی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی آخری زمانہ میں فارسی النسل کے ذریعہ غلبہ اسلام کی خبر دی ہے اور آپ کے تیرہ سو سال بعد اس غلبہ کی ابتداء ہوگی۔ پہلے مسلمانوں کو زوال ہو گا۔ ہر طرح سے ان میں زوال آجائے گا۔ ان کی دینی۔ دنیوی مادی اخلاقی اور رُوحانی ہر قسم کی حالتوں میں ضعف پیدا ہو گا۔ اور باوجود اس ضعف و زوال کے خدا تعالیٰ اسلام کو غالب کریگا ۔

یہ خبر ایک خصوصیت رکھتی ہے۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ جب کوئی قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ تو شاذ ہی پھر وہ ترقی کرتی ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی جو حالت تھی۔ کوئی اس سے یہ قیاس نہیں کرسکتا۔ کہ یہ قوم پھر غالب ہوگی۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس کے پھر غالب ہونے کی خبر دی ہے۔ اور یہ ہو کر رہے گا۔ اور یہ غلبہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ اسی طرح پُورا ہو گا۔ کہ ابنائی النسل میں سے بعض لوگوں کے ذریعہ پورا ہو گا۔ جن میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ پہلا وجود ہے۔ جو اس غلبہ کا اصل ذریعہ ہے۔ اور آپ کے بعد جو ترقیات ہونگی۔ وہ آپ ہی کی ترقیات ہیں ۔

آج تم دیکھو۔ کہ ان ترقیات کے آثار پیدا ہو چکے ہیں۔ یکدم تبدیلیاں نہیں ہُوا کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائے دعویٰ میں جو حالت تھی۔ اسپر غور کرو۔ اور آج جو حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ ان کو دیکھو۔ کہ وہ بیج جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے بویا گیا باوجودیکہ تمام قومیں اور حکومت بھی چاہتی تھی۔ کہ اس بیج کو تباہ کر دیا جائے۔ مگر وہ بڑھا اور پھیلا اور اب وہ وقت آرہا ہے۔ کہ اس کے لذیذ اور شیریں اثمار دنیا میں اسلام کے لئے ایک کامل غلبہ کی رَو کو پیدا کردیں۔ حالات ایک زور کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے حظوظ نفس کے لئے شراب کو صرف جائز ہی نہیں۔ بلکہ ضروری سمجھتے ہوئے اسلام پر اعتراض کرتے تھے۔ کہ اس نے شراب جیسی ضروری چیز کو حرام کیا ہے۔ وہ کس طرح پر خدا کا دین ہو سکتا ہے۔ آج ان کے گھروں میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ اور حالات وقت نے ایسی صورت نمایاں کی ہے۔ کہ خود مغربی لوگوں میں یہ تحریک پیدا ہو گئی ہے کہ شراب بند کی جانے لگی ہے۔ امریکہ میں بھی اسکی مخالفت ہوئی۔ مگر اب تو بڑے زور سے یہ تحریک کی جا رہی ہے۔ امریکہ قطعی طور پر قانوناً شراب بند کر چکا ہے۔ اسی طرح پر سُود کے متعلق ساڑھے تیرہ سو سال کے قریب ہونے کو آئے ہیں۔ قرآن مجید نے یہ حکم دیا تھا کہ سُود حرام ہے۔ اور یہ بتایا گیا تھا کہ سُود جنگوں کو پیدا کرتا ہے۔ اب اسکی حقیقت کھُل چکی ہے۔ پچھلی جنگ عظیم ہی کو لو۔ اگر سُود کی بلا نہ ہوتی تو اتنی دیر تک وہ جنگ جاری نہ رہ سکتی۔ اور اب اقتصادیات کے ماہر اور فلاسفر یہ آواز بلند کر رہے ہیں۔ کہ سُود جنگ کا موجب ہوتا ہے۔ جب کبھی کوئی بڑی لڑائی ہوئی ہے تو اسے سُود نے لمبا کیا ہے۔ اسی طرح کثرت ازواج پر اعتراض ہوتے رہے۔ اب تک بھی بعض لوگ کرتے ہیں۔ مگر عورتوں کی کثرت نے جو پہلے ہی تھی۔ اور اب لڑائی کے بعد اور بھی اس میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس آواز کو بھی بلند کیا ہے کہ ایک سے زیادہ عورتیں کی جائیں۔ کچھ شک نہیں۔ یہ آواز دھیمی ہے۔ مگر اُٹھ رہی ہے۔ اور وہ وقت قریب معلوم ہوتا ہے۔ جب اس صداقت کو عملاً تسلیم کر لیا جائے گا۔ بہت لوگ ہیں جو اسکے حامی ہیں۔ مگر وہ سوسائٹی کے رسم و رواج سے ڈرتے ہوئے آواز نہیں اُٹھاتے۔ اسی طرح طلاق کے متعلق بھی آواز اُٹھ رہی ہے کہ یہ مشکلات کا علاج ہے۔ امن کے ذریعہ سے جو تغیرات ہوتے ہیں۔ انکی رفتار آہستہ ہوتی ہے۔ جو گاڑی تیزی سے چل رہی ہو اُسکو یکدم نہیں روکا جا سکتا۔ پس جو رَو پہلے سے مغرب میں چلی ہوئی ہے۔ اب اُسے روکنے کے لئے ایک وقت کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ تغیرات ہو رہے ہیں انہیں تغیرات میں ایک یہ مسجد بھی ہے۔ سو سال پہلے یہ خیال میں بھی نہ آتا ہو گا۔ کہ لنڈن میں مسجد بنائی جائیگی۔ یہ خیال کرتے ہوئے مجھے بچپن کی دو ازیں یاد آتی ہیں۔ میری عمر اس وقت ۳۵ سال کی ہے۔ اس وقت یورپ کا بڑا علاج اسلام کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ اپالوجی کی جاوے۔ جس سے عیسائیت اور اسلام میں اتحاد ہو جائے۔ مگر مَیں اسوقت یہی سمجھتا تھا۔ اور خواہ کوئی اسوقت مجھکو پاگل ہی کہتا۔ میرے خیال میں اپالوجی کی ضرورت نہیں تھی۔ مَیں یقین رکھتا تھا کہ اسلام پھیل جائیگا۔ اور اب تو میں دیکھتا ہوں کہ اسلام پھیل رہا ہے۔ اور مغرب اسلام کی طرف آرہا ہے یہ تغیر جو اَب ہو رہا ہے۔ معمولی نہیں ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب پیشگوئی کی تو اسے بالکل خیالی سمجھا جاتا تھا۔ مگر آج واقعات بتا رہے ہیں

کہ آپ کے غلام ان ملکوں میں اس تبلیغ کو پھیلا رہے ہیں۔ اور اس پیغام کو پہنچا رہے ہیں۔ جو آپ لے کر آئے تھے۔ اب اس تغیر کو دیکھتے ہوئے۔ یقین ہو جاتا ہے۔ کہ وہ بیج جو حضرت مسیح موعود کے مبارک اور مقدس ہاتھوں نے خدا سے علم پا کر بویا تھا۔ اس کا درخت اب نکل رہا ہے۔ اور درخت کی حفاظت کا بہترین وقت یہی ہے۔ جب کہ کونپل نکل رہی ہو۔ اگر اسوقت اس کی حفاظت اور خور و پرداخت عمدگی سے ہو۔ تو اس کے بہترین اور خوش کن پھل یقینی ہونے ہیں۔ لیکن اگر بے پروائی اور غفلت کی جائے۔ تو اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے پس محنت اور ہوشیاری سے اس کی نگرانی کرو۔ ہم سب کا فرض ہے۔ کہ اس کونپل کی نگہداشت اور آبیاری میں غفلت نہ کریں۔ اور اپنی ساری توجہ کوشش اور احساسات اس طرف لگا دیں۔ تاکہ ہم اس کے پھلوں کے لئے موقع پائیں۔ ورنہ اس کونپل کی نگہداشت ہو گی۔ اور اس کے پھل شیریں ہونگے۔ درخت بڑھے گا۔ کیونکہ خدا کا یہی منشاء ہے۔ لیکن افسوس ہوگا۔ کہ اس کا ذریعہ اگر ہم نہ ہوں۔ پس میں پھر تاکید کرتا ہوں۔ کہ اپنی ساری توجہ اس طرف لگا دو۔ خدا تعالے ہم سب کو توفیق دے۔ آمین ؛

واٹرلو اسٹیشن پر روانگی کا منظر

گاڑی کے روانہ ہونے سے بہت تھوڑی دیر پہلے ہم واٹرلو سٹیشن پر پہنچے۔ جہاں بہت سے یورپین مردوں اور عورتوں کا مجمع خدا حافظ کہنے کے لئے پہلے سے موجود تھا۔ ان احباب میں انگریزوں کے علاوہ ہندوستانی اور افریقن بھی موجود تھے۔ اخبارات کے نمائندے اور فوٹوگرافر بھی تھے۔ یہ احباب جو قریباً وہفتہ سے ملاقات کرتے تھے۔ حضرت کی روانگی سے قدرتی طور پر متاثر تھے۔ نہایت محبت آمیز مصافحوں کے بعد ہر ایک نے خدا حافظ کہا۔ اور فوٹوگرافروں نے اس کا فوٹو لیا ؛

چونکہ ہم پہلے ہی تنگ وقت سے آئے تھے۔ گاڑی کے وسل دے دینے کے بعد تک حضرت مصافحہ کرتے رہے۔ اور غیر معمولی طور پر لوگوں کے اژدہام کی وجہ سے دو تین منٹ کی دیر روانگی میں ہوئی۔ آخر عرض کیا گیا۔ کہ وسل ہو چکا ہے۔ حضرت کے سوار ہو جانے کے بعد گاڑی میں حرکت شروع ہوئی۔ اور گڈ بائی کی آوازوں سے سٹیشن گونج اٹھا۔ اور جب تک ہماری نظر ان دوستوں پر پڑتی رہی۔ ہم ان کے ہاتھ اور رومال ہلتے ہوئے دیکھتے تھے آخرکار گاڑی کی سریع رفتاری نے ہم کو لنڈن سے دُور کرنا شروع کیا۔ اور ہم ساؤتھمپٹن کو روانہ ہوئے۔ جہاں سے ہم کو جہاز کے ذریعہ سمندر سے ساحل فرانس پر اترنا تھا ؛

بعد مغرب ہم ساؤتھمپٹن پہنچے۔ یہ راستہ اگرچہ فرانس پہنچنے کے لئے ڈوور کی نسبت لمبا ہے مگر سمندری سفر آرام دہ ہے۔ ڈوور کے پاس رود بار کا پاٹ زیادہ نہیں۔ اور چھوٹی کشتی میں عبور کرنا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے حرکت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس راستہ کو پسند کیا گیا تھا۔ سٹیشن سے اتر کر ہم بندرگاہ کے مسافر خانہ میں پہنچے۔ مسافر خانہ بہت کھلا اور وسیع تھا۔ وہاں ہی مغرب اور عشا کی نماز جمع کی اور کھانا کھایا۔ حضرت تو علی العموم چہل قدمی ہی کرتے رہے ؛

پاسپورٹ آفیسر ایک ریٹائرڈ فوجی تھا۔ مگر بہت خوش اخلاق اور ممنون کن۔ جو آرام وہ ممکن طور پر دے سکتا تھا۔ اس نے دیا۔ ۸ بجے ہم جہاز پر چلے گئے۔ جس کو رات کے بارہ بجے وہاں سے روانہ ہونا تھا۔ جہاز کا نام S.S. [illegible] تھا۔ یہ جہاز اسی سال ۱۹۲۴ء میں طیار ہوا ہے۔ اس کے افسر اور کارکن شریفانہ مزاج رکھتے تھے۔ انسانی ضروریات کا پورا لحاظ اس میں رکھا گیا ہے۔ سونے کے لئے بستر اور کمبل کافی تھے۔ بیت الخلاء کا انتظام نہایت صفائی سے رکھا گیا تھا۔ غرض رات کو سوتے ہوئے۔ ہم نے سمندر کے اس حصہ کو طے کیا۔ تھوڑی دیر کے لئے اس جہاز میں ہی ایک قسم کا طوفانی منظر پیش آیا۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے آرام ہی سے گذر گئے۔ اور صبح کو ۸ بجے نوماتی فرانسیس ساحل پر ہم اترے۔ کسٹم ہوس میں پہنچے۔ جہاز سے ساحل پر اترنے کا ٹکٹ بھی ملا۔ ہمارے سامان کو کسی قدر دیکھ بھال کے بعد پاس کر دیا گیا ؛

شیخ مصری صاحب کے پاس حضرت صاحب کی ایک ہوائی بندوق تھی۔ جو رائفل نما ہے۔ اس کو دیکھکر افسر کسٹم ڈیوٹی کو خاص فکر ہوا۔ اور کئی کارکن جمع ہو گئے۔ پوچھنے لگے کہ کہاں جانا ہے۔ کیا پاسپورٹ ہے۔ اس قسم کے سوالات وہ نہایت متفکرانہ صورت میں کر رہے تھے۔ اور ہم کو تعجب ہوتا تھا۔ ان کے اس بڑھتے ہوئے تعجب کو دیکھ کر آخر صاحبزادہ مرزا شریف احمد نے ہوائی بندوق کو لے کر کھول کر دکھایا اور انکو سمجھایا کہ یہ تو ہوائی بندوق ہے اس پر افسر کچھ کھسیانا سا ہو کر بولا Oh! it is a toy ۔ اوہو۔ یہ تو کھلونا ہے۔ ان کی یہ حالت ظاہر ہے۔ کہ کس قدر ہنسی کا موجب ہوئی ہو گی۔ بہرحال وہاں سے ہم ٹراموے میں سوار ہو کر سٹیشن پر پہنچے۔ اور اس فرانسیسی سمندر اور ریلوے سٹیشن کے متعلق ہم کو صفائی اور دوسرے امور کے متعلق کچھ اچھی رائے قائم نہ کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ سڑکیں ٹوٹی ہوئی اور خراب تھیں۔ راستہ کا انتظام بھی ویسے نہیں جو لنڈن میں ہے۔ پولیس کے آدمی پستہ قد اور بے رعب سے تھے ؛

ساڑھے آٹھ بجے ہم گاڑی پر سوار ہو کر پیرس کو روانہ ہوئے۔ اور اب ہماری حالت منہ میں زبان رکھتے ہوئے بے زبانوں کی سی تھی۔ نہ وہ انگریزی سمجھیں اور نہ ہم فرنچ فرانسیسی انگریزی سیکھنے کی بہت کم کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے کہ فرنچ تمام یورپ میں سمجھی جاتی ہے۔ بہرحال رفقائے سفر سے اشاروں کنایوں میں سفر کرتے ہوئے ۲ بجے پیرس پہنچے ؛

پیرس میں ورود

پیرس کے ریلوے سٹیشن پر مسٹر خالد شیلڈرک جو پہلے سے اس غرض کے لئے بھیجے گئے تھے۔ کہ وہ ہوٹل وغیرہ کا انتظام کریں مع امام مسجد پیرس اور مسٹر گوسٹن ڈیونڈ ہورس (Havas) ایجنسی کے قائمقام موجود تھے۔ ہورس ایجنسی رایوٹر کی طرح دنیا میں خبریں پہونچانے والی ایک ایجنسی ہے۔ پیرس میں اگرچہ ہوٹل کثرت سے ہیں۔ مگر جگہ ملنی بہت مشکل ہے۔ باوجودیکہ ہم نے کئی روز پیشتر سے ایک ایسے شخص کو پیرس بھیجا تھا۔ جو پیرس کے حالات سے بخوبی واقف تھا۔ مگر اس کو ایک ہوٹل میں سب کے لئے جگہ حاصل کرنا دشوار تھا۔ چنانچہ چار مختلف ہوٹلوں میں قیام کا انتظام کرنا پڑا۔

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح۔ مولانا درد۔ چودہری ظفر اللہ خانصاحب اور ڈاکٹر صاحب گرانڈ ہوٹل ڈی یورا میں اترے۔ جہاں صرف رہنے کا کرایہ ایک پونڈ روزانہ ہے۔ ہوٹل کیا اچھا خاصہ شہر ہے۔ جس میں پانچ سو مسافر ایک وقت میں اترتے ہیں۔ حضرت کے کمرے کا نمبر ۴۹۴ ہے۔ پانچ سو مسافروں کے انتظام کے لئے قریباً اسی قدر ملازم ہیں۔ اور لفٹ کے ذریعہ اوپر آتے جاتے ہیں ؛

(۲) باقی قافلہ یہاں ایک رو ریو نامی گلی کے ہوٹلوں میں فروکش ہے۔ یہ رو ریو انقلاب فرانس سے پہلے بہت ہی مشہور آدمی گذرا ہے۔ گلی بہت چھوٹی ہے۔ میں سمجھتا ہوں الحکم سٹریٹ اس سے زیادہ چوڑی ہوگی۔ حافظ صاحب۔ مصری صاحب۔ خانصاحب چودہری علی محمد صاحب ایک میں۔ ڈاکٹر صاحب اور خاکسار دوسرے میں۔ بھائی جی اور رحم دین تیسرے میں۔ میاں شریف احمد صاحب اور چودہری محمد شریف صاحب چوتھے میں۔ ان ہوٹلوں میں صرف سونے کا انتظام ہے۔ کھانے کا نہیں ؛

بھائی جی اور رحم دین کے ہوٹل میں کھانا پکانے کا انتظام ہم نے اپنا کیا تھا۔ مگر آج ہوٹل والے کی بی بی نازک یا تنگ مزاجی نے کھانا نہ پکانے کا حکم دیدیا ہے۔ (۲۷ اکتوبر ۱۹۲۴ء) قریباً ۳ بجے تک ہم اس دوڑ دھوپ میں مصروف رہے کہ ٹھکانا ہو جائے۔ پریس رپورٹر جو سٹیشن پر موجود تھا۔ حضرت نے اس کو ملاقات کے لئے ساڑھے تین بجے کا وقت دیا تھا۔ چنانچہ وہ وقت مقررہ پر

پر وہاں پہونچا۔ اور مندرجہ ذیل گفتگو حضرت اقدس سے بواسطہ ترجمان ہوئی۔ حضرت انگریزی میں جواب دیتے تھے۔ اور ترجمان بذریعہ فرنچ اسے بتاتا تھا۔

قائمقام نے ظاہر کیا۔ کہ اس کے پاس رائٹر ایجنسی کا تار آیا ہے۔ کہ خلیفۃ المسیح پیرس آتے ہیں۔ ان کے متعلق خبروں کے بھیجنے کا انتظام کرو ؛

قائمقام :۔ آپ کب تک ٹھیرینگے ؟

حضرت :۔ ۴ دن تک ؛

قائمقام :۔ آپ کے اس سفر کا کیا مقصد ہے ؟

حضرت :۔ میں اس غرض سے یورپ میں سفر کر رہا ہوں۔ کہ یورپ کی مذہبی حالت کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر صحیح اندازہ کروں جس سے مجھ کو ان ممالک میں اشاعت اسلام کے لئے ایک مستقل سکیم تیار کرنے میں مدد ملے۔ اور میرا یہ مقصد ہے۔ کہ چونکہ میں دنیا میں صلح کا جھنڈا بلند کرنا چاہتا ہوں میں دیکھوں۔ کہ مشرق اور مغرب کو کن سے امور ملا سکتے ہیں ؛

قائمقام :۔ کیا آپ یہاں کی مسجد دیکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور کیا آپ دوسرے لوگوں کو ملاقات کا موقع اور تبادلہ خیالات کی اجازت دینگے ؛

حضرت :۔ ہاں میں ارادہ کرتا ہوں۔ اگر یہاں کے لوگ مجھ سے مذہبی یا پولٹیکل امور میں تبادلہ خیالات کریں گے۔ تو مناسب ہوگا۔ اور میں خوش ہوں گا۔ مگر میری تمامتر خوشی اس میں ہے کہ لوگ مذہبی امور پر مجھ سے تبادلہ خیالات کریں۔ اگرچہ میں پولٹیکل امور پر بھی اپنا نقطہ خیال بیان کرنے کو تیار ہوں ؛

قائمقام :۔ آپ نے کسی سے ملنے کا ارادہ کیا ہے ؟

حضرت :۔ ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا !

قائمقام :۔ کل اتوار ہے۔ میرے خیال میں کل کچھ نہیں ہوسکیگا

حضرت :۔ دیکھا جائے گا۔ ہم کو اپنا کام کرنا ہے۔ کل مسجد دیکھ لیں گے ؛

قائمقام :۔ کل اتوار ہے۔ اندر کوئی نہیں جا سکتا ؛

حضرت :۔ ہیں! کیا مسجد اتوار کو بند رہتی ہے۔ یہ کیا بات ہے ؟

قائمقام :۔ ابھی چونکہ وہ مکمل نہیں ہوئی۔ اس لئے ایسی حالت ہے ؛

حضرت :۔ میرا خیال تھا۔ کہ مکمل ہو چکی ہے۔ بہرحال دیکھا جائے گا ؛

قائمقام :۔ مئی تک طیار ہو جائے گی۔ اور اگر آپ مسجد دیکھنا چاہیں۔ تو ایک مراکشی مسلم لیڈر کی اجازت سے ایسا ہو سکتا ہے۔

حضرت نے کچھ جواب نہیں دیا تھا۔ کہ مسٹر خالد شیلڈرک نے کہا۔ کہ امام عبدالرحمن خود ہی انتظام کرینگے ؛

پھر وہ قائمقام اٹھ کر ٹیلیفون کے ذریعہ اس مسلم لیڈر کا پتہ لینے لگا۔ جو جرمنی گیا ہوا تھا۔ اور دوشنبہ کو آنے والا ہے۔ اس کے بعد قائمقام اجازت لے کر رخصت ہوا ؛

حضرت اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے۔ اور خدام کو کہدیا۔ کہ آپ رات کو کھانا نہ کھائیں گے۔ اس لئے وہ کھا لیں ؛

پیرس میں تبلیغ سلسلہ

۲۶ اکتوبر کو صبح ہی مولوی عبدالرحیم صاحب درد کو ہدایات دے کر بھیجا۔ کہ حافظ صاحب کی صدارت میں ایک مجلس مشاورت منعقد کرو۔ اور اس میں ان امور پر مشورہ کر کے پروگرام تجویز کرو۔ دو پارٹیاں بنا کر کام شروع کیا جاوے۔ یہاں کے اخبار نویسوں اور مشرقی معاملات پر لکھنے والے مصنفوں۔ فرانس کے سیاسی لیڈروں اور غیر ممالک کے سفراء وغیرہ سے ملکر سلسلہ کی تبلیغ کی جاوے اور جو مسلم مختلف ممالک کے یہاں موجود ہیں۔ ان سے بھی ملاقات کر کے سلسلہ کا پیغام پہونچا دیا جاوے چنانچہ اس کے متعلق مشورہ ہو ہی رہا تھا۔ کہ خود حضرت تشریف لے آئے۔ اور اس کے متعلق ایک صحیح طریق کار بتا کر کھانا کھایا۔ چونکہ بوجہ اتوار کے دفاتر وغیرہ بند ہیں۔ اس لئے آپ نے ارادہ فرمایا۔ کہ ورسیلز کو دوپہر کے بعد جا کر دیکھ آئیں۔ اور آپ خدام کو یہ ہدایات کر گئے کہ کھانا کھا کر نماز پڑھ کر گرانڈ ہوٹل میں آجاویں۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کے لئے ہم سب طیار ہو گئے۔

نامناسب نہ ہوگا۔ اگر میں ورسیلز کے متعلق مختصر سا ذکر کر دوں۔ ورسیلز کی شہرت عہد نامہ ورسیلز کی وجہ سے عالمگیر ہے۔ مجھ کو سیاسی نقطہ خیال سے اس عہد نامہ کے متعلق یہاں کچھ نہیں کہنا ہے۔ بلکہ ورسیلز سے واقفیت کرانا ہے۔ یہ شہر پیرس سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اہل فرانس اس کو ورسائی کہتے ہیں۔ اس شہر کے باہر سلاطین فرانس کے محلات کئی پشتوں تک رہے ہیں۔ یہ ظاہر بات ہے۔ کہ شاہی محلات کی رفعت اور وسعت انکی حکومت و سلطنت کی شان کی مظہر ہے۔ یہ محلات بجائے خود عجائب گھر ہیں۔ فرانس کی تاریخ کے مرقع جات کے امین ہیں۔ اتوار کے روز تماشائیوں کا ہجوم کہتے ہیں بے حد ہوتا ہے ؛

بہرحال ہم جب کھانا اور نماز سے فارغ ہو کر گئے تو تین بج رہے تھے۔ آپ جانے کے لئے اترے۔ پہلے تو معلوم ہوا۔ کہ بند ہو نگے۔ مگر یہ تحقیق ہو گیا۔ کہ کھلے ہیں۔ اسی اثنا میں حضرت کو پرنس آف ویلز کی ایک رجمنٹ کے کپتان ملے۔ وہ میاں محمد شفیع کے دوست ہیں۔ انہوں نے کہیں سے سن پایا۔ کہ خلافت ڈیلیگیشن یہاں آیا ہے۔ حضرت سے انہوں نے دریافت کیا۔ کہ

کپتان :۔ کیا آپ خلافت ڈیلیگیشن کے ممبر ہیں ؟

حضرت :۔ اگر آپ کی یہ مراد ہے۔ کہ وہ لوگ جو ترکی خلافت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے خلافت کمیٹیاں قائم کی ہیں۔ تو ہم وہ لوگ نہیں ہیں۔ اور اگر آپ کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہم خلافت کو کس رنگ میں مانتے ہیں۔ اور اس سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو بے شک ہم ایک روحانی خلیفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس وقت وہی حقیقی خلیفہ ہے ؛

کپتان :۔ مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی۔ یہ بہت دلچسپ امر ہے۔ اس ڈیلیگیشن کا صدر کون ہے ؟

حضرت :۔ یہ کوئی ڈیلیگیشن نہیں۔ میں خود خدا کے فضل سے خلیفہ ہوں۔ اور یہ میرا اسٹاف ہے۔

کپتان :۔ یہ اور بھی دلچسپ ہے۔ کیا آپ مجھے موقعہ دینگے کہ میں آپ سے گفتگو کروں ؟

حضرت :۔ بہت خوشی سے۔ ہیں تو یہی چاہتا ہوں۔ آپ میرے سیکرٹری سے وقت کا فیصلہ کر لیں ؛

مولوی عبدالرحیم صاحب درد سے وہ وقت مقرر کرنے لگے۔ اور دوشنبہ ساڑھے چار بجے کا وقت مقرر کر لیا۔ مگر ادھر حضرت صاحب نے ورسیلز جانے کے خیال کو ترک کر دیا۔ اور پسند کیا۔ کہ یہی وقت ان کو دیدیا جاوے۔ چنانچہ آپ نے ورسیلز جانا ملتوی کر دیا۔ اور جب کپتان صاحب کو کہا گیا۔ کہ آپ ابھی گفتگو کریں۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ چنانچہ حضرت اسے لے کر اس کمرہ میں جو عام ملاقات کا کمرہ ہے۔ تشریف لے گئے۔ اور کپتان صاحب سے گفتگو شروع ہوئی۔ اور یہ سلسلہ برابر دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ کوئی ترجمان نہ تھا۔ حضرت خود بے تکلف اور اردو کی طرح بول رہے تھے۔ کپتان صاحب نے سلسلہ کے متعلق اس کی خصوصیات۔ لوگوں پر اس کا اثر۔ اسلام کی تعلیم کے کمال۔ تعدد ازدواج۔ فلسفہ طلاق۔ گناہ سے بچنے کا ذریعہ وغیرہ مختلف امور پر گفتگو کی۔ اور خود نوٹ لکھتا گیا۔ اور آخر میں پھر ان نوٹوں کو دیکھ کر بعض امور کی اصلاح کرائی۔ اور نہایت عمدہ اثر لے کر اٹھا۔ حضرت نے احمدیت۔ احمد۔ اور تعلیم احمد اس کو ہدیتہً دیئے ؛

فرمایا۔ میری طبیعت آج بہت گھبراتی تھی۔ کہ کوئی کام نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کام بھیجدیا۔ اس کے بعد

بقیہ صفحہ ۲ کالم ۳

اللہ اکبر کے نعرے

حضور یہ الفاظ فرما چکے۔ تو مجمع نے بڑے زور سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے

حضرت خلیفۃ المسیح کی جلوس میں روانگی

اور حضور معہ رفقاء سفر ایک حلقہ میں پیدل دار الامان کی طرف روانہ ہوئے۔ اگرچہ بڑی کوشش کی جاتی تھی۔ کہ حلقہ ٹوٹنے نہ پائے۔ لیکن ہجوم اسقدر بےتابی اور جوش کے ساتھ آگے بڑھتا۔ کہ بار بار اسے روکنا۔ اور حلقہ بندی کو قائم کرنا پڑتا۔ منتظمین جلوس نے یہ بہت ہی قابل تعریف کام کیا تھا۔ کہ سڑک پر جہاں گرد کے تودے لگے ہوئے تھے۔ ایک دن قبل دو ڈیڑھ میل کے طول میں پانی چھڑکوا دیا تھا۔ ورنہ اس عظیم الشان ہجوم کی وجہ سے گرد وغبار کے بادل چھا جاتے۔ جیسا کہ قصبہ کے قریب تھوڑی سی جگہ جو چھڑکاؤ کرنے سے رہ گئی تھی۔ وہاں ہوا ؛

حضرت خلیفۃ المسیح کی مقبرہ بہشتی کی طرف روانگی

حضور نے قصبہ کے قریب پہونچ کر فرمایا۔ اب ہم مقبرہ بہشتی کی طرف جاتے ہیں۔ احباب مسجد کے پاس گلی اور چوک میں ٹھہریں۔ ہم وہاں آکر مل جائینگے اس پر چودہری فضل احمد خاں صاحب نے جو ہجوم کے اگلے حصہ کے منتظم تھے مجمع کی ترجمانی کا فرض ادا کرتے ہوئے کہا۔ ہم حضور کو لانے کے لئے گھروں سے نکلے ہیں۔ ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم اسی جگہ بیٹھیں اور یہیں سے حضور کو ساتھ لے کر شہر میں داخل ہوں۔ حضور نے فرمایا بہت اچھا ہم بہشتی مقبرہ سے ہو آئیں۔ پھر یہیں آکر مل جائیں گے یہ فرما کر حضور رفقاء کے ہمراہ کھیتوں میں سے گذرتے ہوئے مقبرہ بہشتی کی طرف تشریف لےگئے

الفضل پر نگاہ شفقت

مجمع سے الگ ہوتے ہی حضور نے جیب سے "الفضل" کا خیر مقدم نمبر نکال کر ملاحظہ فرمانا شروع کیا۔ جو مصافحہ کے وقت حضور کے پیش کیا گیا تھا۔ اور پہلا کالم دیکھتے ہی فرمایا۔ "الفضل" نے تو حضرت مسیح موعود کا الہام پہلے ہی شائع کر دیا ہے۔ ہم نے سمجھا تھا۔ یہ بات ہم نے ہی سنائی ہے

"دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کا الہام کسطرح پورا ہوا

اس کے بعد فرمایا۔ راستہ بھر ہم نے بڑی ہی کوشش کی۔ کہ جلد سے جلد قادیان پہنچیں۔ اور وہیں پہنچکر اطلاع بھی دیدی گئی تھی۔ کہ میں راستہ میں کسی جگہ ٹھہرنا نہیں چاہتا۔ صرف یہ خیال تھا۔ کہ اگر مسٹر گاندھی بمبئی یا اس کے گردونواح میں ہوں۔ تو ان سے مل لوں گا۔ جب بمبئی ۱۸ کو پہنچے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ۲۰ کو مسٹر گاندھی بمبئی آرہے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے ٹھہرنا پڑا۔ پھر سائدھن سے دعوت کا جو خط عدن پہنچا تھا اسے منظور کر لیا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے آگرہ پہنچکر سائدھن گئے۔ پھر کچھ اور حالات بھی پیش آگئے۔ اپنی طرف سے ہماری یہی کوشش رہی۔ کہ جلد سے جلد قادیان پہنچیں۔ اور ایک منٹ کی بھی دیر نہ ہو۔ لیکن خدا تعالے نے ایسے حالات پیدا کر دیئے۔ کہ آج کے دن سے قبل یہاں نہ پہونچ سکے۔ اور اس طرح خدا تعالے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام "دوشنبہ ہے۔ مبارک دوشنبہ" کو پورا کیا یہ پیشگوئی حسب ذیل الفاظ میں اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود نے رقم فرمائی ہے :۔

"پہلی پیشگوئی بالہام اللہ تعالے و اعلامہ عزوجل خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ (جل شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں۔ کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عمنوائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اسکے ساتھ فضل ہے۔ جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے۔ دوشنبہ ہے۔ مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء۔ کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا۔ وکان امرا مقضیا"

حضرت مسیح موعود کے مزار پر پھول چڑہانے کی خواہش

یہ گفتگو فرماتے ہوئے حضور باغ میں پہنچے۔ اور پھولوں کے بہت سے ہار جو حضور کے گلے میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کے متعلق فرمایا۔ اگر یہ جائز ہوتا تو میں سارے پھول حضرت مسیح موعود کے مزار پر چڑہا دیتا۔ کیونکہ یہ فتوحات کا نشان آپ ہی کے طفیل اور آپ ہی کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔

مزار اقدس پر دعا

اس کے بعد ہار اتار دیئے۔ اور مقبرہ بہشتی کے کوئیں کے پاس پہنچکر مٹی کے لوٹے سے پانی پیا۔ پھر وضو کیا۔ اور مزار مسیح موعود پر اکیلے دعا کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور نے اپنے رفقاء سفر کو بھی اپنے پاس بلا لیا۔ اور پھر سب نے ملکر دعا کی۔ دعا کرنے کے بعد حضور نے حضرت میر ناصر نواب صاحب کی قبر پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھی اس سے فارغ ہونے پر جناب چودہری فتح محمد خاں صاحب کے گھر سے چائے آگئی۔ اور حضور نے ان کے مکان کے دروازہ کے پاس کھڑے کھڑے نوش فرمائی۔ مزار اقدس کے پاس بھی ایک دروازہ بیل بوٹوں کا بنایا گیا تھا۔

ہجوم کی طرف واپسی

مقبرہ بہشتی سے حضور واپس ہجوم کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضور مجمع میں پہنچے۔ اور قصبہ میں داخل ہونے لگے تو حضور نے فرمایا۔ حافظ روشن علی صاحب داخلہ شہر کی دعا پڑھینگے۔ سب دوست اسے بلند آواز سے دہراتے جائیں۔ پھر حافظ صاحب حسب ذیل دعا کا فقرہ فقرہ بلند آواز سے پڑھتے۔ اور سارا مجمع اسے دہراتا۔ اس طرح حضور کا جلوس قصبہ میں داخل ہوا۔ گلی کے سرے پر ایک دروازہ بنایا گیا تھا جس پر سنہری حروف میں ویلکم دی کنکرر کے الفاظ لکھے گئے

دعائے واپسی

آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون۔ صدق اللّٰہ وعدہٗ ونصر عبدہٗ وھزم الاحزاب وحدہٗ

گلی میں جلوس کا نظارہ

چونکہ ہجوم بہت ہی زیادہ تھا۔ اس لئے گلی میں پہنچکر رستہ لینا مشکل ہو گیا ایک پر ایک گرا پڑتا۔ دھکے پر دھکا لگتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارد گرد حلقہ قائم رکھنے کی کوشش کی جاتی۔ لیکن تھوڑی ہی دیر میں پہلے آدمیوں کی بجائے حضور کے ارد گرد نئے اصحاب موجود ہوتے ؛

گلی کی دونوں طرف مستورات کا ہجوم

شروع سے لیکر مسجد مبارک تک گلی کے ارد گرد جسقدر تمام مکانات تھے وہ مستورات سے بھرے پڑے تھے۔ بعض ہندو مستورات نے پھول بھی پھینکے

میاں محمد اسماعیل صاحب۔ و میاں محمد عبد اللہ جلد ساز ان نے اپنے مکان کے پاس خوش آمدید کا دروازہ خوبصورتی کے ساتھ بنایا ہوا تھا جس میں سے حضور گذرے۔ مہمانخانہ کے قریب مہتمم لنگرخانہ جناب میر محمد اسحاق صاحب نے جو نظارہ پیش کیا اس سے متاثر ہو کر وہ خود بھی خوشی کے آنسو روئے اور دوسروں کو بھی رلایا۔

لنگرخانہ مسیح موعود کی طرف سے خیر مقدم

انہوں نے لنگرخانہ حضرت مسیح موعود کی طرف سے خیر مقدم کیا۔ اور لنگرخانہ کی نسبت سے ہی خیر مقدم کا سامان تیار کیا یعنی جو دروازہ بنایا۔ اس کے دونوں ستون برتنوں کے بنائے۔ ان پر پیاز لہسن اور مرچوں کے ہار لٹکائے۔ دروازہ پر مٹی کے انجودوں سے انگریزی میں ویلکم لکھا۔ اسکے نیچے جلی قلم سے حسب ذیل الفاظ کپڑے پر لکھے ہوئے آویزاں کئے

”حضور اور حضور کے رفقا کی اس وقت کی دعوت خاکسار کے ہاں ہے“

خاکسار ”لنگرخانہ حضرت مسیح موعود“

حضور اس دروازہ کے پاس کھڑے ہوگئے۔ اور اس وقت دعائیہ کلمات نہایت بلند آواز سے کہے جانے لگے۔ اور آواز میں رقت پیدا ہوگئی۔

حضرت مسیح موعود کا ایک اور الہام

اس سے تھوڑی دور آگے چلکر لنگرخانہ کی طرف سے ایک اور دروازہ تھا۔ جس پر لکھا ہوا تھا:۔

”یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے“

اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود کے اس کشف کے ظاہری نظارہ کو دیکھنے والوں کے آنسو رواں ہوگئے۔ جو تریاق القلوب میں نمبر ۳ پر بایں الفاظ درج ہے۔ کہ

”عرصہ قریباً تیس برس کا گذرا ہے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں ایک وسیع جگہ میں ہوں۔ اور وہاں ایک چبوترہ ہے۔ کہ جو متوسط قد کے انسان کی کمر تک اونچا ہے۔ اور چبوترہ پر ایک لڑکا بیٹھا ہے جسکی عمر چار یا پانچ برس کی ہوگی اور وہ لڑکا نہایت خوبصورت ہے۔ اور چہرہ اسکا چمکتا ہے۔ اور اسکے چہرہ پر ایک ایسا نور اور پاکیزگی کا رعب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ انسان نہیں ہے۔ اور معاً دیکھتے ہی میرے دل میں گذرا کہ وہ فرشتہ ہے۔ تب میں اسکے نزدیک گیا۔ اور اسکے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو پاکیزگی اور صفائی میں کبھی میں نے دنیا میں نہیں دیکھا۔ اور وہ نان تازہ بتازہ تھا۔ اور چمک رہا تھا۔ فرشتہ نے وہ نان مجھ کو دیا اور کہا یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے“

ایک نہایت خوبصورت اور چمکتا ہوا نان طشت میں رکھکر جناب محمد عبد اللہ خانصاحب کے صاحبزادہ میاں عباس احمد کی طرف سے جو کمر تک اونچے چبوترے پر بٹھایا گیا۔ جناب میر محمد اسحاق صاحب نے اچشم پرنم یہ کہتے ہوئے پیش کیا۔ کہ یہ تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے اس خوبصورت لڑکے کی طرف سے۔ اس وقت اور بہت سوں کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھر آئے۔ حضور نے وہ نان اٹھالیا۔ اور اپنے رفقاء سفر میں تقسیم کرنا شروع کردیا۔ جو پاس تھے۔ انہیں دیدیا گیا۔ اور باقیوں کیلئے رکھ لیا گیا۔ اس کے بعد جلوس پھر بلند آواز سے دعا پڑھتا ہوا آگے کو بڑھا۔

احمدیہ بازار کی سجاوٹ

مدرسہ احمدیہ کی طرف سے سکول کے دروازوں کے قریب خیر مقدم اور خوش آمدید کے رنگین اور سنہری قطعے آویزاں تھے۔ اس سے آگے میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب نے اپنی دوکان کے سامنے چھپے ہوئے قطعے جن پر حضرت مسیح موعود کے اشعار درج تھے لٹکائے ہوئے تھے۔ اس سے آگے حکیم نظام جان صاحب نے اپنی دوکان کے سامنے ”محمود کی آمین“ کے شعر خوبصورت موٹے الفاظ میں لکھکر لگائے۔ میاں عنایت اللہ صاحب تاجر کتب اور ووزی فاضل نے بھی قطعے لٹکائے ہوئے تھے۔ آگے بک ڈپو کے شاندار جھنڈے اور قطعے لہرا رہے تھے۔ میاں عبد المجید صاحب دوکاندار نے بھی اپنی دوکان سجائی ہوئی تھی۔ اور میاں فخر الدین صاحب ملتانی کتاب گھر کا شاندار سائن بورڈ اور حروف سے لکھے ہوئے اشعار اور قطعات بہار دکھلا رہے تھے

احمدیہ چوک کا رقت انگیز نظارہ

اس مقام تک دعا بلند آواز سے پڑھی جارہی تھی حضور خود بلند آواز سے الفاظ فرماتے اور سارا ہجوم انہیں دہراتا۔ احمدیہ چوک میں کھڑے ہو کر حضور نے معہ سارے مجمع کے تھوڑی دیر دعا پڑھی۔ اس وقت کا نظارہ نہایت ہی رقت آمیز اور موثر تھا۔ خود حضور کی آواز میں رقت اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ اس وقت جس قدر احباب میں دیکھ سکا۔ پھوٹ پھوٹ کر رو رہے۔ اور بعض کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ اس رقت خیز حالت میں حضور نے ڈبڈبائی آنکھوں اور درد ناک لہجہ میں چند الفاظ فرمائے۔ جو یہ تھے۔ فرمایا:۔

احمدیہ چوک میں حضرت خلیفۃ المسیح کے چند الفاظ

دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعا کیسی لطیف ہے۔ جس کا نظارہ ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ یہی جگہ۔ یہی مقام اور یہی گھر ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا۔ تو آپ اکیلے اور تن تنہا تھے۔ کوئی ساتھی اور کوئی مددگار نہ تھا۔ اس وقت چاروں طرف سے آوازیں آئیں۔ کہ نعوذ باللہ یہ فریبی ہے۔ یہ مجنون ہے۔ دغاباز ہے۔ اور دشمن کہتے۔ کہ ہم اسے کیڑے کی طرح مل دینگے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق آپ کی تائید اور نصرت کی۔ اور آج اسی کمزور کے جو کھڑے ہوئے ہم اس قدر لوگ یہاں جمع ہیں۔ آپ ہی کی طفیل ہیں خدا تعالےٰ نے ہر میدان میں فتح دی۔ اسی کے ذریعہ اور اسی کے وعدوں کے مطابق خدا تعالےٰ نے ہمیں وہ عزتیں دیں۔ جو درحقیقت اسی کے لئے آئیں۔ اور خدا تعالےٰ نے ہمیں ان انعامات کا وارث بنایا۔ جن کا وعدہ آپ سے کیا گیا۔ اور اگر حقیقت اور سچائی کو مد نظر رکھا جائے۔ تو سچ یہ ہے۔ کہ ساری بڑائیاں حضرت مسیح موعود کے لئے ہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے لئے ہیں۔

مسجد مبارک میں دو رکعت نفل

یہ الفاظ فرمانے کے بعد حضور اس دروازہ میں سے گذر کر جو مسجد مبارک کے نیچے نہایت خوبصورتی کے ساتھ بنایا اور بیل بوٹوں سے سجایا گیا تھا مسجد مبارک کی طرف بڑھے۔ اور ان سیڑھیوں کے رستہ جو مسقف گلی میں سے مسجد مبارک کو جاتی ہیں۔ حضور معہ ہمراہیان سفر مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور مسجد کے اس حصہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسجد تھی حضور نے باجماعت دو رکعت نفل پڑھے۔ حضور نے جماعت کرائی۔ اور حضور کے پیچھے تین صفوں میں حسب ذیل اصحاب نے نماز پڑھی:۔

پہلی صف۔ حافظ روشن علی صاحب۔ چودھری علی محمد صاحب۔ خان ذوالفقار علی خانصاحب۔ چودھری شیخ محمد خانصاحب۔ ماسٹر نواب الدین صاحب

دوسری صف۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ شیخ عبد الرحمن صاحب مصری۔ شیخ یعقوب علی صاحب۔ بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی۔ مصباح الدین صاحب۔ ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر۔

تیسری صف۔ منشی محمد دین صاحب محرر دفتر مقبرہ بہشتی۔ شیخ عبد القادر صاحب ابن بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب۔ منشی ابراہیم صاحب پٹیالوی۔ میاں رحیم دین صاحب۔

جس ترتیب سے یہ نام لکھے گئے ہیں۔ اسی ترتیب سے یہ احباب کھڑے تھے۔

مجمع کو السلام علیکم

نماز کے بعد حضور نے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر احمدیہ چوک کی طرف جھانکا۔ اور مجمع کو السلام علیکم کہا۔ جس کے جواب میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کا نعرہ بلند ہوا۔ اور پھر حضور نے فرمایا اب ہم گھر جاتے ہیں۔ اندر داخل ہوتے وقت ہمراہیان سفر کو فرمایا میں اندر جا کر حضرت ام المومنین کو اطلاع دیتا ہوں۔ آپ یہاں کھڑے رہیں۔

حضرت ام المومنین کو مبارکباد

حضور کے اندر جانے کے بعد حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا دروازہ کے پاس تشریف لائیں۔ اور سب نے السلام علیکم اور مبارکباد عرض کی۔ اور پھر اپنے اپنے گھروں میں تشریف لے گئے۔ اور ہجوم منتشر ہوگیا۔

جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ حضور اور حضور کے ہمراہیوں کی اس وقت کی دعوت کیلئے لنگرخانہ مسیح موعود نے درخواست کی تھی۔ اسکے مطابق لنگرخانہ سے صبح کے وقت ہی ان سب اصحاب کے گھروں میں کھانا پہنچا دیا گیا۔

متفرق

معاصر ”الحکم“ اور ”فاروق“ نے خوش آمدید اور خیر مقدم کے پوسٹر مجمع میں تقسیم کئے۔ مقبرہ بہشتی کو جانے والی سڑک پر بھی جھنڈیاں لگائی گئی اور دروازہ بنایا گیا تھا۔ مسجد مبارک کی دیواروں اور سیڑھیوں کو بھی شاخوں اور پتوں سے سجایا گیا تھا۔ غرض آرائش اور زیبائش کا سامان نہایت ہی اعلیٰ اور قابل تعریف تھا۔ منتظمین استقبال اور ان کے معاونین نے بہت ہی قابل تعریف سرگرمی اور محنت سے کام کیا۔ اور اپنی طرف سے ہر پہلو کے انتظام کو مکمل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ خدا تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے عبد المجید صاحب دوکاندار نے پھل اور مٹھائی مجمع میں بکھیرنی شروع کی۔ لیکن اسے روک دیا گیا

مسجد اقصےٰ میں ایڈریس

ظہر کی نماز حضور نے مسجد مبارک میں پڑھائی۔ اور پھر ۳ ½ بجے کے قریب مسجد اقصےٰ میں تشریف لے گئے۔ جہاں اہالیان قادیان کی طرف سے حضور کی خدمت اقدس میں سپاسنامہ پیش کیا جانا تھا۔ عصر کی نماز وہاں پڑھائی۔ اور نماز کے بعد حضور درمیان میں اور حضور کے رفقائے سفر دائیں اور بائیں کرسیوں پر رونق افروز ہوئے۔ سب کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ اور سب کو ”الفضل“ کا خیر مقدم نمبر پیش کیا گیا۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد ملک عبد العزیز صاحب طالبعلم مدرسہ احمدیہ نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی وہ نظم جو الفضل کے خیر مقدم نمبر کے صفحہ اول پر شائع ہوچکی ہے خوش الحانی سے پڑھی۔ اسکے بعد جناب میر محمد اسماعیل صاحب کی نظم جو اس پرچہ کے صفحہ دوم پر شائع ہوئی۔ سید محمود اللہ شاہ صاحب ابن میر حامد حسن صاحب نے نہایت خوش الحانی سے پڑھی۔ اس کے بعد مولانا مولوی شیر علی صاحب نے اہل قادیان کی طرف سے سپاسنامہ پڑھا۔ یہ بھی الفضل کے مذکورہ الاپرچہ میں چھپ چکا ہے۔ اور حضور کی خدمت میں فریم لگوا کر یہ ایڈریس پیش کیا گیا۔ اسکے بعد حضور نے نہایت مفصل تقریر مشتمل بر حالات سفر فرمائی